Fikr-o-Nasar (Islamabad) 26:1 (1988)

# حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایک استفسار

ڈاکٹر احمد حسن

مارچ ۱۹۸۰ء میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور کے زیر انصرام عالم اسلام کے ممتاز محقق جناب ڈاکٹر محمد حمیداللہ صاحب نے، مختلف اسلامی موضوعات پر بارہ خطبات ارشاد فرمائے، جو پہلی مرتبہ ۱۹۸۱ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں اس مجموعہ کی اشاعت دوم کا اعزاز ادارہ تحقیقات اسلامی کو حاصل ہوا۔

ڈاکٹر محمد حمیداللہ صاحب نے خطبہ اول ,,تاریخ قرآن مجید،، ص ۳۵ پر حضرت ام ورقہؓ کی امامت سے متعلق حدیث نقل فرمائی اور اس کی روشنی میں اپنی رائے کا اظہار فرمایا، جس پر علمی حلقوں میں ایک بحث چل پڑی۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کے فاضل محقق جناب ڈاکٹر احمد حسن صاحب نے ڈاکٹر صاحب موصوف کی رائے سے اختلاف فرمایا اور ایک تفصیلی نوٹ لکھ کر شعبہ فکرونظر کو اشاعت کیلئے مرحمت فرمایا، ہم نے ڈاکٹر احمد حسن صاحب کا نوٹ جناب ڈاکٹر محمد حمیداللہ صاحب کو اس گذارش کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس استفسار سے متعلق اپنی رائے سے نوازیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے از راہ عنایت جواب سے نوازا۔ ہم جناب ڈاکٹر احمد حسن صاحب کا استفسار اور جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا جواب دونوں قارئین فکرونظر کے مطالعے کیلئے پیش کر رہے ہیں۔

(مدیر)

ادارہ تحقیقات اسلامی،اسلام آباد نے حال ھی میں دور حاضر کے نامور مورخ و محقق ڈاکٹر محمد حمیداللہ صاحب کی ایک کتاب خطبات بھاولپور کا جدید ایڈیشن شائع کیا ہے۔ اس کے سرورق پر یہ الفاظ درج ھیں : ,,نسخہ مصححۂ مؤلف" یعنی یہ نسخہ مؤلف کی نظرثانی اور تصحیح کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ اگر پچھلے نسخوں میں کچھ اغلاط سہواً رہ گئی تھیں تو ان کو بھی درست کر دیا گیا ہے۔ ان خطبات کی خصوصیت یہ ہے کہ خطبہ دیتے وقت ڈاکٹر صاحب کے سامنے تحریری شکل میں کوئی چیز موجود نہیں تھی ۔ آپ نے یہ خطبے محض اپنی حیرت انگیز قوت حافظہ اور یادداشت کی بنیاد پر دیئے ۔ کتاب کے آخر میں علمی و تحقیقی مسائل سے متعلق حوالوں کے لئے مختلف زبانوں میں اپنی جملہ تصانیف و مقالات کی ایک طویل فہرست شامل کر دی ہے ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کتاب میں زیر بحث موضوعات پر موصوف اپنی ان تصانیف میں تحقیق فرما چکے ھیں ۔ یہ سب بجا و درست ہے۔ اول تو ڈاکٹر صاحب کی جملہ تصانیف ھر کتب خانہ میں موجود نہیں ھیں ۔ نیز یہ نہیں معلوم کہ کس مسئلہ کے بارے میں آپ نے کس کتاب میں تحقیق فرمائی ہے۔ ایسا محسوس ھوتا ہے کہ نظرثانی کے بعد بھی اس میں بعض چیزیں تصحیح طلب ھیں ۔ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے یہ لکھا ہے کہ آپ کو ,,رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد کا امام مامور فرمایا تھا جیسا کہ سنن ابی داؤد اور مسند احمد بن حنبل میں ہے۔ اور یہ بھی کہ ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے ۔ اور یہ کہ ان کا مؤذن ایک مرد تھا ۔ ظاھر ہے کہ مؤذن بھی بطور مقتدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ھوگا ۔ یہاں یہ سوال پیدا ھوتا ہے کہ عورت کو امام بنایا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ اس

حدیث کے متعلق یہ گمان ہو سکتا ہے کہ یہ شاید ابتدائے اسلام کی بات ہو اور بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منسوخ کر دیا ہو۔ لیکن اس کے برعکس یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالی عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رهیں اور اپنے فرائض سر انجام دیتی رهیں ۔ اس لئے همیں سوچنا پڑے گا۔ ایک چیز جو میرے ذهن میں آتی ہے وہ عرض کرتا هوں کہ بعض اوقات عام قاعدے میں استثناء کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استثنائی ضرورتوں کے لئے یہ استثنائی تقرر فرمایا ہوگا۔ (ص ۳۵) ڈاکٹر صاحب کے اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کسی محلہ کی مسجد میں امامت فرماتی تھیں ۔ اور وهاں عام مساجد کی طرح عام مرد ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک آپ اپنے فرائض انجام دیتی رهیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ حکم استثنائی ضرورت کے پیش نظر دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس حدیث کے حوالہ کے لئے سنن ابی داؤد اور مسند احمد بن حنبل کا ذکر کیا ہے۔ جب هم نے اس حدیث کو اصل مآخذ سے ملا کر دیکھا تو همیں کسی کتاب اور کسی روایت میں بھی یہ بات نهیں ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو ایک مسجد کا امام مامور فرمایا تھا۔ ذیل میں هم اس سے متعلق احادیث کے عربی الفاظ اور ان کا ترجمہ پیش کرتے هیں، ۔

سنن ابی داؤد کی روایت کے الفاظ یہ هیں

عن عبدالرحمن بن خلاد الانصاری عن ام ورقه بنت نوفل ان النبی صلی الله علیه وسلم لما غزا بدرا قالت:قلت له یارسول الله،

ائذن لی فی الغزو معک، امرض مرضاکم. لعل الله ان یرزقنی شہادۃ ـ قال قری فی بیتک ، فان الله عزوجل یرزقک الشہادۃ. قال: فکانت تسمی الشہیدۃ ـ قال: وکانت قد قرأت القرآن ـ فاستأذنت النبی صلی الله علیه وسلم ان تتخذ فی دارها مؤذنا، فاذن لها. قال: وکانت دبرت غلاما وجاریة ـ فقاما الیها باللیل فغمّاها بقطیفة لها حتی ماتت ـ وذهبا ـ فاصبح عمر ـ فقام فی الناس : فقال : من عنده من هذین علم او من رأهما فلیجئنی بهما ـ فامربهما ـ فصلبا ـ فکانا اول مصلوب فی المدینة .

اس سے آگے دوسری روایت میں ہے :

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یزورها فی بیتها وجعل لها مؤذنا یؤذن لها وامرها أن تؤم اهل دارها ـ قال عبدالرحمن : فانا رأیت موذنها شیخا کبیرا (۱)

ترجمه : عبدالرحمن بن خلاد انصاری حضرت ام ورقه بنت نوفل رضی الله عنها سے روایت کرتے ہیں که جب نبی کریم صلی الله علیه وسلم غزوه بدر کیلئے تشریف لیجانے لگے تو وہ کہتی ہیں که میں نے آپ سے کہا یا رسول الله!مجھے اپنے ساتھ اس جنگ میں شریک ہونیکی اجازت دیجئے ـ میں آپ کے مریضوں کی تیمار داری کروں گی ـ مجھے امید ہے که الله تعالی مجھے شہادت سے نوازے گا ـ آپ نے جواب میں فرمایا : اپنے گھر میں ھی قیام کرو ـ الله تعالی (یہیں) تمہیں شہادت عطاء کرے گا ـ راوی کہتے ہیں که اس کے بعد سے انہیں شہیده کہا جاتا تھا ـ اور انہوں نے قرآن پڑھا ہوا تھا انہوں نے نبی کریم صلی الله علیه وسلم سے اس بات کی اجازت مانگی که وہ اپنے گھر میں ھی ایک موذن رکھیں ـ آپ نے ان کو اس کی اجازت دے دی ـ انہوں نے

اپنے ایک غلام اور باندی کو مدبر کر دیا تھا یعنی ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ان کی وفات کے بعد وہ آزاد ہوں گے ـ چنانچہ ایک رات کو وہ ان کے پاس گئے اور ان کے ایک ریشمی کمبل یا چادر سے ان کو ڈھانپ کر دبا دیا اور وہ انتقال کر گئیں ـ اسکے بعد یہ دونوں فرار ہو گئے ـ صبح کو حضرت عمر کو جب اسکی خبر ہوئی تو آپ نے جلسہ عام میں اعلان فرمایا : ان دونوں کے بارے میں جس کو کچھ علم ہو، یا کسی نے ان کو دیکھا ہو، تو ان کو وہ حاضر کرے ـ چنانچہ جب ان دونوں کو ان کے پاس حاضر کیا گیا تو آپ نے انہیں سولی دینے کا حکم دیا اور انہیں سولی دی گئی ـ مدینہ میں سب سے پہلے سولی پانے والے یہی دونوں تھے ـ

دوسری روایت :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تھے آپ نے ان کے لئے ایک موذن مقرر فرمایا تھا جو ان کے یہاں اذان دیتا تھا آپ نے ان کو حکم دیا تھا کہ اپنے گھر والوں کو وہ نماز پڑھایا کریں ـ راوی عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے ان کے موذن کو دیکھا تھا ـ وہ بہت بوڑھے آدمی تھے ـ

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث کوصحیح بتلایا ہے (۲)ـ

مستدرک حاکم میں یہ روایت اس طرح ہے :

عن لیلی بنت مالک و عبدالرحمن بن خلاد الانصاری عن ام ورقة الانصاریة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول : انطلقوا بنا الی الشھیدة فنزورھا وامر ان یؤذن لھا. وتقام وتؤم اھل دارھا فی الفرائض (۳)

ترجمہ : لیلی بنت مالک اور عبدالرحمن بن خلاد انصاری حضرت ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: ہمیں شہیدہ کے پاس لے چلو، تاکہ ہم اسکی زیارت کریں ۔ اور آپ نے حکم فرمایا کہ ان کے لئے اذان دی جائے، اور اقامت کہی جائے ۔ اور یہ کہ وہ اپنے گھر والوں کی فرض نمازوں میں امامت کریں ۔

ابن قدامہ نے المغنی میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے:

وقد روی عن ام ورقة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذن لها ان یوذن لها ویقام وتؤم نساء اهل دارها (٣) ۔

ترجمہ : حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی تھی کہ ان کے لئے اذان دی جائے، اور اقامت پڑھی جائے ۔ اور وہ اپنے گھر کی خواتین کی امامت کیا کریں ۔

افسوس کہ ابن قدامہ نے ہمیں یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے یہ روایت حدیث کی کس کتاب سے نقل کی ہے ۔ تاہم یہ روایت ان تمام احادیث کے مخالف ہے جن میں اہل دارها کے الفاظ ہیں ۔ ابن قدامہ کی اس روایت میں نساء کا اضافہ ہے ۔ جب تک ہمیں اسکا ماخذ معلوم نہ ہو اسکے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔

ابن سعد نے صحابیات کے حالات میں ان کا نام اسطرح نقل کیا ہے : ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث ۔ اسی کے بعد یہ روایت نقل کی ہے:

وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزورها ویسمیها الشهیدة. وکانت قد جمعت القرآن ۔ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین غزا بدرا قالت له: تأذن لی فاخرج معک اداوی جرحاکم و امرض مرضاکم . لعل اللہ یهدی لی شهادة ۔ قال : ان اللہ مهد لک شهادة. فکان یسمیها الشهیدة . وکان

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد امرھا ان تؤم اھل دارھا وکان لہا موذن . فقتلاھا فی امارۃ عمر۔ فقیـل ان ام ورقۃ غمہا غلامہا وجاریتہا فقتلاھا ۔ وانہما ھربا ۔واتی بہما فصلبہما ۔ فکانا اول مصلوبین بـا لمـدینۃ۔ وقال عمر: صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کان یقول: انطلوا بنا ۔ نزور الشہیدۃ. (٥)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جایا کرتے اور آپ ان کو شہیدہ کے نام سے پکارتے۔

آپ نے قرآن حفظ کیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو ام ورقہ نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے ساتھ چلوں۔ آپ کے زخمیوں کا علاج کروں گی اور مریضوں کی تیمار داری کروں گی ۔ شاید اللہ تعالی مجھے شہادت کی سعادت سے نوازے ۔ آپ نے جواب میں فرمایا اللہ تعـالٰی تمھیں شہادت سے نوازیں گے ۔ اسکے بعد سے آپ ان کو شہیدہ کے نام سے پکارتے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کیا کریں، اور اذان دینے کے لئے آپ نے ان کے لئے ایک موذن متعین فرمایا تھا ۔ وہ اپنے گھر والوں کی امامت فرماتی تھیں ، یہاں تک کہ ان کے ایک غلام اور لونڈی نے جن کو انھوں نے مدبر کر دیا تھا، کپڑے سے ڈھانپ کر دبایا اور حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں ان کو قتل کر دیا ۔ پھر ان کے بارے میں یہ کہا گیا کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے ایک غلام اور لونڈی نے ان کو کپڑے سے دبا کر قتل کر دیا ۔ پھر دونوں فرار ہو گئے ۔ بعد میں ان کو گرفتار کر لیا گیا اور سولی دیدی گئی ۔ مدینہ میں پہلی بار ان دونوں کو سولی دی گئی ۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ۔ آپ کہا کرتے تھے ۔ ھمیں شہیدہ کی زیارت کے لئے لے چلو۔

مسند امام احمد بن حنبل کی روایت کے الفاظ یہ ہیں :

عن الولید بن عبداللہ بن جمیع قال حدثنی عبدالرحمن بن خلاد الانصاری وجدتی عن ام ورقة بنت عبداللہ بن الحارث ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یزورها کل جمعة وانها قالت : یا نبی اللہ یوم بدر، اتاذن فاخرج معک امرض مرضاکم واداوی جرحاکم. لعل اللہ یهدی لی شهادة ۔ قال : قری ۔ فان اللہ عزوجل یهدی لک شهادة، وکانت اعتقت جاریة لها ۔ وغلاما عن دبر منها فطال علیهما ۔ فغمّاها فی القطیفة حتی ماتت وهربا ۔ فاتی عمر فقیل له: ان ام ورقة قد قتلها غلامها وجاریتها وهربا ۔ فقام عمر فی الناس فقال: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یزور ام ورقة یقول: انطلقوا نزور الشهیدة ۔ وان فلانة جاریتها وفلانا غلامها غماها ثم هربا ۔ فلا یؤویهما أحد ۔ ومن وجدهما فلیات بهما ۔ فاتی بهما ۔ فصلبا ۔ فکانا اول مصلوبین .

دوسری روایت :

عن الولید حدثتنی جدتی عن ام ورقة بنت عبداللہ بن الحارث الانصاری وکانت قد جمعت القرآن ۔ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد امرها ان تؤم اهل دارها وکان لها مؤذن ۔ وکانت تؤم اهل دارها (٦)

ترجمہ : ولید بن عبداللہ بن جمیع عبدالرحمن بن خلاد انصاری اور اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں ، اور یہ دونوں حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو ان سے (ام ورقہ سے) ملنے تشریف لے جاتے تھے ۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ سے غزوہ بدر کے موقع پر یہ کہا تھا کہ

اے اللہ کے نبی کیا آپ مجھے اسکی اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ جنگ میں شرکت کے لئے چلوں ، میں آپ (مسلمانوں) کے بیماروں کی تیمار داری کروں گی، اور ان کے زخمیوں کا علاج کروں گی ۔ شاید اللہ تعالی مجھے بھی شہادت نصیب فرمائیں ۔ آپ نے جواب میں فرمایا ۔ یہیں ٹھہری رہو ۔ اللہ تعالی تمھیں ضرور شہادت کی دولت سے نوازیں گے ۔ انھوں نے اپنے ایک غلام اور ایک لونڈی کو مدبر کیا تھا ۔ یعنی اپنی وفات کے بعد انھیں آزاد کرنے کا ان سے معاهدہ کیا تھا ۔ لیکن یہ مدت بہت لمبی ہو گئی ۔ چنانچہ انھوں نے ان کو ایک چادر سے ڈھانپ کر سختی سے دبایا، یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئیں ۔ وہ دونوں خود بھاگ گئے ۔ حضرت عمر تشریف لائے تو ان سے کہا گیا کہ حضرت ام ورقہ کو ان کے ایک غلام اور لونڈی نے قتل کر دیا اور خود فرار ہو گئے ہیں ۔ حضرت عمر نے مجمع عام میں فرمایا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ورقہ سے ملنے تشریف لے جایا کرتے تھے اور فرماتے تھے : چلو ایک شہید خاتون سے ملاقات کریں ۔ ان کی فلاں لونڈی اور فلاں غلام نے دبا کر ان کو قتل کر دیا ہے اور فرار ہو گئے ہیں ۔ آپ لوگوں میں سے کوئی شخص بھی ان کو پناہ نہ دے ۔ جس شخص کو وہ مل جائیں انھیں یہاں حاضر کرے ۔ چنانچہ انھیں پکڑ کر حاضر کیا گیا ۔ اور دونوں کو سولی دیدی گئی ۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے سولی پانے والوں میں یہی دونوں تھے ۔

دوسری روایت :

ولید اپنی دادی سے اور وہ ام ورقہ بنت عبداللہ بن الحارث انصاری کے بارے میں کہتی ہیں کہ انھوں نے قرآن حفظ کیا تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا تھا کہ وہ نماز میں

اپنے گھر والوں کی امامت کیا کریں، اور ان کے ایک موذن بھی تھے۔ وہ اپنے گھر والوں کی امامت فرماتی تھیں۔

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے یہی حالات جو حدیث کی ان روایات سے معلوم ہوتے ہیں ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب اور الاصابہ فی تمییز الصحابہ میں، ابن الاثیر نے اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں، اور ابن عبدالبر نے استیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں ذکر کئے ہیں۔ وہاں بھی مسجد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہر روایت میں یہی بات کہی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ اپنے گھر میں اپنے گھر والوں کو نماز پڑھاتی تھیں۔ ان سب روایات کے سامنے آنے کے بعد ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمانا کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد کا امام مامور فرمایا تھا اور یہ بھی کہ ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے، محل نظر ہے۔ مردوں سے مراد اگر ان کا موذن اور غلام مراد ہے تو یہاں تک تو یہ بات درست ہے لیکن اگر وہ کسی محلہ میں مسجد کی امام تھیں اور اس محلہ کے عام مرد ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو اس کی تصدیق کسی حدیث سے نہیں ہوتی۔ اپنے گھر میں اپنے گھر والوں کی امامت کرنا، جن میں مرد بھی شامل تھے، اور مسجد میں عام مسلمانوں کی امامت کرنا، ان دونوں باتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مذکورہ بالا تمام روایات میں واضح الفاظ موجود ہیں کہ ,,امرھا ان تؤم اھل دارھا،، ( آپ نے ان کو حکم دیا تھا، یا اجازت دی تھی کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کیا کریں) مسجد کا ذکر کسی ایک روایت میں بھی موجود نہیں ہے۔

ڈاکٹر صاحب محترم سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ مدینہ کی وہ کونسی مسجد تھی جس میں آپ امامت فرماتی تھیں؟ اور اس مسجد

کا ذکر کس حدیث میں آیا ہے ؟ موصوف نے سنن ابی داؤد اور مسند امام احمد بن حنبل کا حوالہ دیا ہے ان کتابوں سے ہم نے دونوں روایات اوپر نقل کر دی ھیں ۔ ان میں اور دوسری کتابوں میں بھی کہیں، دور دور مسجد کا ذکر نہیں ہے ادارہ تحقیقات اسلامی نے خطبات بھاولپور کا نیا ایڈیشن خود فاضل مؤلف کی نظرثانی اور تصحیح کے بعد شائع کیا ہے ۔ اس لئے ھمیں یقین ہے کہ تصحیح کے وقت ڈاکٹر صاحب کی نظر اس حدیث پر بھی ضرور پڑی ہو گی اور موصوف کے پاس ضرور اسکی کوئی دلیل موجود ہو گی کہ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی کسی مسجد کا امام مامور فرمایا تھا ۔ اور عام مسلمان مرد بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے ۔ امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالیں گے اور اسکی وضاحت فرمائیں گے ۔

درحقیقت ڈاکٹر صاحب کے اس ارشاد سے کہ حضرت ام ورقہ ایک مسجد میں امامت فرماتی تھیں، اور موصوف کے بقول حضرت عمر کے زمانہ تک وہ یہ فریضہ انجام دیتی رھیں، غلط فہمیاں پیدا ہو رھی ھیں ۔ ترقی پسند مسلمان صحافی اور دانشور موصوف کے اس بیان سے یہ استدلال کرتے ھیں کہ عھد نبوی میں تو خواتین مساجد میں امامت بھی کرتی تھیں، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کو مردوں کے مساوی حقوق دیئے تھے متاخر دور میں ان کے یہ حقوق سلب کر لئے گئے ۔

جہاں تک فرض اور تراویح کی نماز میں خواتین کا مردوں کی امامت کرنے کا تعلق ہے تو جمہور فقہاء کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے ۔ ڈاکٹر صاحب نے خود بھی اس واقعہ کو استثنائی حکم قرار دیا ہے ۔ جمہور فقہاء کے دلائل احادیث اور تعامل صحابہ کی روشنی میں

حدیث وفقه کی مبسوط کتابوں میں مذکور ھیں ـ لیکن امام ابو ثور اور امام مزنی نے حضرت ام ورقه رضی الله عنها کے اس واقعه سے استدلال کرتے ہوئے خواتین کو فرض اور نفل نمازوں میں مردوں کی امامت کی اجازت دی ہے ـ اور ان کے نزدیک اس میں کوئی قباحت نہیں، امام طبری صرف تراویح کی نماز میں عورتوں کی امامت کی اجازت دیتے ھیں، بشرطیکه کوئی مرد حافظ موجود نه ھو ـ ایسی صورت میں مرد بھی ان کی اقتدا کر سکتے ھیں ـ

حضرت عائشه اور حضرت ام سلمه خواتین کی امامت فرض اور نفل نمازوں میں کیا کرتی تھیں اور درمیان صف میں کھڑی ھوتی تھیں (۷) تاھم اس استفسار میں خواتین کی امامت کا مسئله زیر بحث نہیں ہے ـ بلکه صرف اس امر کی تحقیق مقصود ہے که کیا واقعی حضرت ام ورقه مدینه منوره میں کسی مسجد میں نماز پڑھاتی تھیں جیسا که ڈاکٹر محمد حمیدالله صاحب نے اپنی اس کتاب میں ذکر فرمایا ہے یا صرف اپنے گھر میں اپنے اھل خانه کو نماز پڑھاتی تھیں، جیسا که ان احادیث سے معلوم ھوتا ہے جو ھم نے اوپر نقل کی ھیں ؟

## حواشی و حواله جات


۱ ـ ابو داؤد ـ سنن ابی داؤد مع شرح عون المعبود ـ دارالکتاب العربی ـ بیروت تاریخ طباعت درج نہیں ـ ج ۱ ـ ص ۲۳۰

۲ ـ صنعانی ـ محمد بن اسمعیل کحلانی ـ سبل السلام ـ قاھرہ ـ مصطفی البابی الحلبی و اولادہ تاریخ طباعت درج نہیں ـ ج ۲ ـ ص ۳۵

۳ ـ الحاکم ـ المستدرک ـ ریاض ـ مکتبة المعارف ـ تاریخ طباعت درج نہیں ج ۱ ـ ص ۲۰۳ ـ

۴ ـ ابن قدامه ـ المغنی ـ قاھرہ ـ دارالمنار ـ ۱۳۶۷ ھ ـ ج ۱ ـ ص ۴۲۲

۵ ـ ابن سعد ـ طبقات ابن سعد ـ لیڈن ـ ۱۳۲۱ھ ـ ج ۸ ـ ص ۳۳۵

۶ ـ احمد بن حنبل ـ مسند احمد بن حنبل ـ بیروت ـ دارصادر ـ تاریخ طباعت درج نہیں ـ ج ۶ ـ ص ۳۰۵ ـ

۷۔ شمس الدین عظیم آبادی ۔ عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد ۔ بیروت دارالکتاب العربی تاریخ طباعت درج نہیں ۔ ج ۱ ۔ ص ۲۳۰ ۔ ۲۳۱ ۔ نیز ملاحظہ ہو: صنعانی سبل السلام ۔ محولہ بالا ایڈیشن ۔ ج ۲ ۔ ص ۲۸ ۔ ۲۹ ۔ ۳۵ ۔

# ڈاکٹر محمد حمیداللہ صاحب کا جواب

۲۴ ربیع الآخر ۱۴۰۸ ھ
۱٦ دسمبر ۱۹۸۷ء

مخدوم محترم متّعنااللہ بطول حیاتکم
سلام مسنون ورحمة اللہ وبرکاته کرم نامه Q ٦٦٦ مورخه ۲ دسمبر ۱۹۸۷ء آج پہنچا، سرفراز کیا ۔ میں ایک ناچیز خادم علم ہوں اور اپنے متعلق ہمیشه سے یه عقیده اور یه تجربه رکھتا آیا ہوں که دور کے ڈھول سہانے ۔ الحق یعلو ولا یعلی علیه ۔

فاضل محترم احمد حسن صاحب کے مضمون کی مجھے غالباً اصل نہیں، نقل بھیجی گئی ہے کیونکه اس میں املاء و عبارت کی به کثرت غلطیاں ہیں (مثلاً ص ۲ : ,,فاصبحا عمـــر فقاما فی الناس،،) ترجمے میں بھی بغیر صراحت کے اضافے ہیں (مثلاً، ص ۲: ,,جب ان دونوں قاتلوں کو ان کے پاس حاضر کیا گیا تو،، ) وغیره ۔ مگر اسے اہمیت نہیں ۔

فاضل مقاله نگار کا اصل سوال یه ہے که روایتوں میں ,,مسجد،، کی صراحت نہیں ہے ۔ جواب سے قبل یه معلوم کرنا ضروری ہے که ,,مسجد،، سے کیا مراد ہے ؟ رسول اکرم کی زندگی میں مدینه منوره میں مسجد نبوی کے علاوه کچھ نہیں تو دس پندره اور مسجدوں کا پته

چلتا ہے۔ ان کی وسعت کے اندازے کے لئے مسجد القبلتین، جو تاحال باقی ہے کافی ہوگی ۔ یہ مسجدیں ہر کالونی میں تھیں اور بعض کا قبلہ وغیرہ خود رسول اکرم بتاتے اور متعین فرماتے رہے ۔ روایتوں میں ,,بیت،، (گھر) کا لفظ نہیں ہے بلکہ ,,دار،، یعنی بستی ، کالونی کا ذکر ہے جو ہم قبیلہ، قریبی رشتہ داروں پر مشتمل ہوتی تھی ۔ جب ایک مرد اذان دے اور بستی کا کوئی رشتہ دار شخص نماز گاہ میں آ جائے ( بلکہ اس کے ساتھ اس کا کوئی دوست ملاقاتی بھی ہو) تو نہ وہاں آنے میں دشواری ہو، اور نہ کوئی اسے روکے ۔

میں نے جنوبی افریقا کے شہروں میں، گورے محلوں میں دیکھا ہے کہ وہاں کی مسجدوں میں صرف تین وقت کی نمازیں ہوتی ہیں ۔ فجر اور عشا کے وقت کالوں اور ساونلوں کو، جو دن میں کاروبار کے لئے وہاں آ سکتے ہیں، وہاں رات میں رہنے کی اجازت نہیں ہوتی ۔

مسجد سے میری مراد ہر وہ مقام ہے جہاں پابندی سے پنج وقتہ نمازیں ہوتی ہوں ، اور اذان اور اقامت کا بھی مستقل انتظام ہو ۔ ایسی ,,نمازگاہ،، کو ,,مسجد،، فرض کرنا اسی طرح ضروری معلوم ہوتا ہے جتنا حضرت ام ورقہؓ کے قاتلوں کو گرفتار کر کے حضرت عمرؓ کے پاس، سولی کے حکم سے پہلے، لایا جانا ضروری تھا ۔

خود مسجد نبوی میں شروع میں چھت نہ تھی ۔ گرمی کے موسم میں ظہر و عصر کے وقت تکلیف ہونے کی شکایت کی گئی تو رسول اکرمؐ نے چھت بنانے کا حکم دیا تھا ۔

غرض یہ میرا استنباط ہے ۔ ممکن ہے غلط ہو ۔ مگر اہمیت اس قصے میں نمازگاہ کو نہیں، بلکہ اس کو ہے کہ ایک عورت، مردوں کی بھی امام بن کر ، نماز پڑھاتی ہے ۔ خطبات بہاولپور میں ایسی مثالیں

بھی دی گئی ھیں که خود آج بھی، اسلام آباد میں نہیں، پاریس میں اس کی ضرورت پیش آ رھی ہے که به کثرت نو مسلم گورے مرد ، مادر زاد مسلمان لڑکیوں سے نکاح کر رہے ھیں ۔

جواز اور وجوب میں فرق ہے۔

مجھے اس بیان سے اتفاق نہیں که حضرت ام ورقةؓ اپنے گھر (بیت) میں نماز پڑھاتی تھیں ۔ بلکه وہ اپنی کالونی (دار) کی نماز گاہ میں امام تھیں ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

المفتقر الی اللہ

محمد حمیداللہ